جناب آغا عبدالواسع

ایک آیت

نیکی کا قرآنی معیار

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى
وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ ۙ وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ۚ وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ
وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ۝

نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف لیکن اصل نیکی تو یہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت۔ یہی لوگ ہیں سچے اور یہی ہیں پرہیزگار۔ (سورۂ بقرہ ، ۱۷۷)

یہ آیۂ کریمہ قرآنِ مجید کی طویل ترین آیات میں سے ہے جسے آیۂ بِر کہتے ہیں۔ سورۂ والعصر، ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کو بھی انسان کی نجات کے ضروری لوازم قرار دیتی ہے۔ لیکن آیۂ بِر نیکی کے اس تصور کی تلقین کرتی ہے جس میں بدی سے پیکار۔ انفاقِ مال اور میدانِ جنگ میں مبارزت طلبی بھی شامل ہو۔ گویا سورۂ عصر ایک بند کلی تھی جو ذرا کھل گئی ہے۔ یعنی ایمان نے بنیادی ایمانیات کی تفصیل کی صورت اختیار کر لی۔ عملِ صالح کی تین محکم بنیادیں متعین ہو گئیں۔ اور صبر کے مواقع کی بھی قدرے تفصیل آگئی۔ صرف تواصی بالحق کا ذکر یہاں نہیں اگرچہ تبعاً وہ بھی صبر کے ذیل میں موجود ہے۔
اس آیت کے پس منظر میں تحویلِ قبلہ کا واقعہ ہے۔ قرآنِ کریم کا یہ خاص اسلوبِ بیان ہے کہ حکم نازل

ہونے سے پہلے مسلمانوں کے ذہن کو تیار کیا جاتا ہے۔ مکہ شریف جنوب میں واقع ہے۔ مدینہ منورہ شمال میں۔ بیت المقدس زیادہ شمال کی طرف ہے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مقیم رہے استقبال قبلتین ممکن تھا (کعبہ بھی سامنے بیت المقدس بھی سامنے)۔ کیوں کہ آپ کعبہ کی جنوبی جانب (حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان) کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ مدینہ پاک تشریف لائے تو پیچیدگی پیدا ہوئی۔ اس کا حل ضروری تھا۔ ضابطہ کے مطابق جب تک قرآنِ کریم میں صراحت سے کوئی حکم نازل نہ ہوتا حضور شریعتِ موسوی پر عمل فرماتے۔ اس لیے آپ نے بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی۔ اس صورت میں خانہ کعبہ پشت کی طرف ہوتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا۔ مگر یہ مجبوری کی کیفیت تھی۔ فول وجھك شطر المسجد الحرام۔ ضرورتِ انسانی کے تحت سمتِ قبلہ مقرر ہوئی تاکہ مرکزیت پیدا ہو (وگرنہ جس طرف بھی مُنہ کر کے نماز پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ اُدھر ہی موجود ہے)۔ اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔

نیکی کی بحث ایمان کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ایمان کا ذکر پہلے آیا۔ ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالملائکہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ درمیان میں انبیا ہی واسطہ ہیں۔ جذبات تیز ہوتے ہیں۔ نیکی بھی جذبہ ہے۔ یہ جذبہ حد اعتدال میں رہنا چاہیے۔ اس میں توازن کی ضرورت ہوتی ہے اور توازن میسّر نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسالت پر ایمان نہ ہو۔ ملائکہ، کتب اور انبیا جمع کریں تو ایمان مکمل ہوتا ہے۔

مظاہر نیکی میں صدقہ، خیرات اور انسانی ہمدردی کو خاص اہمیت ہے۔ علاوہ ازیں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی پابندی۔ مگر یہ ایک نظامِ عبادت ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا۔ زکوٰۃ پاک کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ دو ستون ہیں۔ نماز ایمان کی آبیاری کا ذریعہ ہے اور انفاق فی سبیل اللہ کے لیے نظامِ زکوٰۃ بڑی اہمیت رکھتا ہے، دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ نیکی کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے جو زائد ہو خدا کی راہ میں خرچ کریں اور مال کو سینت سینت کر نہ رکھیں۔ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ۔ خدا کی محبت پر وہ مال کہ جو پسندیدہ ہو خرچ کرے ہ کی ضمیر مال کی طرف بھی ہو سکتی ہے۔ ہر چیز کا اپنی جگہ پر ایک

مقام ہے۔ ایک شخص عابد ہو سکتا ہے، زاہد ہو سکتا ہے، عالم، مفسر اور محدث ہو سکتا ہے مگر نیک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا مال ابنائے نوع پر خرچ نہ کرے ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا ۔ قرآن کریم میں کتنے پیارے لفظ آئے ہیں ۔

ایفائے عہد معاملاتِ انسانی کی اساس ہے ۔ اجتماعی ذمہ داری بھی ایک معاہدہ ہے ۔ اولاد اور ماں باپ کے درمیان بھی معاہدہ ہے ۔ والدین کے بڑھاپے میں اولاد کی ذمہ داری بھی معاہدہ ہے ۔ بڑے بڑے معاملات معاہدے کی بنیاد پر طے ہوتے ہیں ۔ مومن کا وعدہ ایسا ہے جیسا کسی کے ہاتھ میں ہاتھ ہو ۔ پورا دین ایک معاہدہ ہے ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بھی ایک معاہدہ ہے ۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔ وعدے کی پرسش ہوگی ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جس شخص کے اندر امانت نہیں، اس کا ایمان نہیں ۔ جس کے اندر عہد کی پابندی نہیں وہ مومن نہیں" وہ خدا تعالیٰ کے عہد کو کیسے نبھائے گا ۔ قرآن کریم نے بڑی جامعیت سے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۔ ظاہر ہے کہ باہمی حقوق کی بجا آوری کے بغیر کسی عمدہ معاشرے کا قیام ممکن ہی نہیں ۔

حق کی دعوت کے بعد صبر کی منزل ضرور آئے گی ۔ حق پر قائم رہنا بڑا مشکل ہے ۔ قرآن مجید نے ایک لفظ میں صراحت کر دی، ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ۔ جب دعوت آگے بڑھے گی تو ہر نوع کا امتحان آئے گا ۔ اس کے بغیر سچائی کی پرکھ نہیں ہو سکتی ۔ اس لیے صبر کی ضرورت ہوگی ۔ صبر کے بھی تین مقام ہیں ۔ فِي الْبَأْسَاءِ (تنگی)، وَالضَّرَّاءِ (جسمانی تکلیف)، وَحِيْنَ الْبَأْسِ ۔ جنگ بھی بڑی نیکی ہے بشرطیکہ یہ حق کے لیے ہو، دین کے لیے ہو ۔ نیکی وہ ہوگی جو بدی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اور اس کے ساتھ پنجہ آزمائی کرے ۔ سورۂ صف میں بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کا ذکر آیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو جاتے ہیں ۔

ہمارے معاشرے میں نیکی کے کئی تصورات پائے جاتے ہیں ۔ کوئی عبادت کو اصل نیکی سمجھتا ہے، کوئی ادائے فرض کو نیکی جانتا ہے ۔ کوئی انسانی ہمدردی کا مظاہرہ کرتا ہے ۔

یا انسانیت سے پیار کرتا ہے۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ صحیح ہے مگر ہم اعمال کے ظواہر ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں اور اس کی رُوح کو فراموش کر دیتے ہیں۔ اس لیے اس آیۂ کریمہ میں اس کا مثبت پہلو بیان ہوا ہے۔ انسان کے اندر دو شخصیتیں نہیں ہو سکتیں۔ فکر و عمل لازم و ملزوم ہیں۔ صحیح عمل صحیح فکر ہی سے پیدا ہو سکتا ہے۔

جب مذہبی تصورات میں اضمحلال پیدا ہوتا ہے تو صرف اعمال باقی رہ جاتے ہیں رُوح نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ نماز ایک میکانکی عمل بن کر رہ جاتی ہے۔ روزے کی روح باطنی تقویٰ ہے اگر روزے میں بھی غیبت ہو رہی ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تو فاقہ ہوا، روزہ نہ ہوا۔ قربانی کا ایک عمل ظاہر ہے۔ اس کا اصل باطن محبت خداوندی ہے۔ نیکی کا اہم تر پہلو وہ نیت ہے جس کے تحت عمل ہو رہا ہے۔ نیک وہ ہے جس کے باطن سے نیکی پیدا ہو، اس لیے ہمیں نیت پر پہرا بٹھانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم نیک بن سکیں۔ یہ آیۂ کریمہ ہمیں اسی نیکی کی تعلیم دیتی ہے۔

فقہائے ہند۔ جلد سوم

از محمد اسحاق بھٹی

فقہائے ہند جلد سوم شائع ہو گئی ہے۔ یہ جلد دسویں صدی ہجری کے برصغیر پاک و ہند کے فقہائے کرام کے حالات و سوانح اور ان کی علمی و عملی خدمات کو محیط ہے۔ نیز اس میں گیارھویں صدی ہجری کے برصغیر کے ملوک و سلاطین کے علمی و عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

قیمت : ۲۲ روپے

ملنے کا پتہ :— ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور